REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل ربوہ

روزنامہ — یوم سہ شنبہ

۱۳ شعبان ۱۳۸۰ھ

فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے

جلد ۵۰/۱۵ | ۳۱ صلح ۱۳۴۰ ہش | ۳۱ جنوری ۱۹۶۱ء | نمبر ۲۶

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۳۰ جنوری بوقت ۹½ بجے صبح

گزشتہ دو دن حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ مگر شام کے قریب بے چینی کی تکلیف ہو جاتی رہی۔ کھانسی ابھی تک چل رہی ہے۔ اس وقت حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔ احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام اور درد کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

اگر دلوں پر فتح پانا چاہتے ہو تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو

عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی

ملفوظات امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاحِ دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو۔ اور دوسروں کو اپنے اخلاقِ فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے ؎

سخن کز دل برون آید نشیند لاجرم بر دل

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں ...... مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دلوں پر کہاں تک ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے۔ اور ہیں اور ہوں گے۔

تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپ کے حصہ میں آئی۔ اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔

میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا جو تم میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضا ہو گئے ہو۔ ان باتوں پر عمل کرو۔ اور عقل اور کلام الٰہی سے کام لو تا کہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو۔ اور تم دوسرے لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔"

(ملفوظات صہ ۶۲ ج ۶)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی

چند یوم کیلئے لاہور تشریف لے گئے

ربوہ ۳۰ جنوری۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کل مورخہ ۲۹ جنوری بروز اتوار ساڑھے دس بجے صبح بذریعہ موٹر کار لاہور تشریف لے گئے۔ آپ وہاں چند یوم قیام فرمائیں گے۔

محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی صحت یابی

کے لئے دعا کی درخواست

ربوہ ۳۰ جنوری۔ محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ گردے کی تکلیف میں بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ لیکن عام کمزوری کی تا حال شکایت ہے۔ احباب جماعت شفائے کامل و عاجل کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی صحت

ربوہ ۳۰ جنوری۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت نقرس کی تکلیف کے باعث تا حال ناساز ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائے صحت جاری رکھیں۔

مکرم پروفیسر چوہدری محمد لطیف صاحب کا عزم گھانا

ریلوے اسٹیشن پر احباب نے پُر خلوص طور پر الوداع کہا

ربوہ ۳۰ جنوری۔ مکرم پروفیسر چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔ اے گھانا مغربی افریقہ تشریف لے جانے کی غرض سے کل مورخہ ۲۹ جنوری بروز اتوار چناب ایکسپریس سے روانہ ہو گئے۔ تعلیم الاسلام کالج کے ممبران اسٹاف اور طلبہ نیز دیگر اصحاب نے کثیر تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر جمع ہو کر آپ کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے اور نہایت پُر خلوص طور پر الوداع کہا۔ گاڑی روانہ ہونے سے قبل مکرم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ نے اجتماعی دعا کرائی۔

مکرم پروفیسر صاحب موصوف احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی میں تعلیم و تدریس کے فرائض سرانجام دیں گے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بخیریت منزل مقصود پر پہنچائے۔ اور حصول مقاصد میں کامیابی بخشے آمین

ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب کیلئے دعا کی تحریک

— از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی —

ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب جو محترم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب مرحوم کے فرزند اکبر ہیں بیمار ہو کر بورنیو سے ربوہ پہنچ چکے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف بہت ہی نیک اور مخلص اور فدائی احمدی ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ ان کی نیکی اور شرافت قابل رشک ہے۔ وہ اس وقت دل اور سانس کی تکلیف میں مبتلا ہیں اور حالت تشویشناک ہے۔ کمزوری بہت بڑھ چکی ہے اور بے چینی بھی بہت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا بڑا لڑکا عزیز نصیر الدین احمد سیرالیون مغربی افریقہ میں مبلغ ہے مخلصین جماعت۔ اپنے اس مخلص بھائی کی صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں

خاکسار: مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۸/۱/۶۱

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳۱ جنوری ۶۱ء

عصرِ حاضر کا چیلنج اور اُس کا جواب

ایک ہفت روزہ معاصر نے موجودہ دَور میں جبکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بے پناہ ترقی کے باعث اہلِ مغرب تہذیب و معاشرت کے بعض نئے مسائل سے دوچار اور ان کے خاطر خواہ حل کے سلسلہ میں حیران و پریشان ہیں؛ اسلام کی بیان کردہ صداقتوں کو نئے انداز اور نئے افکار کے مطابق پیش کرنے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ معاصر مذکور کا کہنا ہے کہ یہ صورتِ حال عہدِ حاضر کے ایک زبردست چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے جسے اسلام کی طرف سے قبول کرنا اور اس کا جواب دینا از حد ضروری ہے چنانچہ معاصر مذکور رقمطراز ہے:۔

"جہاں تک اسلام کا تعلق ہے ..... اس کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ اس کے چیلنج کا صحیح صحیح جواب اپنے پاس رکھتا ہے اور اس کا یہ جواب ہی اُن تمام الجھنوں کا واحد حل ہے جو قدیم اور جدید تہذیب نے انسانی زندگی میں پیدا کر دی ہیں اور جن کے نتیجہ میں دنیا دو جنگوں کی تباہی سے دوچار ہو چکی ہے اور تیسری جنگ کا لاوا پھوٹ پڑنے کے لئے بے چین ہے۔ مگر اسلام کے اِس دعوے کی ترجمانی آج کہاں ہو رہی ہے؟ بلا شبہ کتابِ اسلام بہانگِ دہل اپنے اِس دعوے کو پیش کرتی ہے لیکن جو لوگ اِس کتاب کے حامل ہیں یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ وہ آج میدان میں سرے سے موجود ہی نہیں ہیں البتہ اِس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ وہ اِس محاذ پر دفاع اور اقدام دونوں سے بڑی حد تک معذور دکھائی دیتے ہیں۔ وہ نہ تو اِس نئی تہذیب کے مراکز میں اس چیلنج کا جواب دے رہے ہیں اور نہ ہی اپنے ملکوں میں وہ ایسی علمی کاوشیں اور عملی مساعی انجام دے رہے ہیں جو اِس چیلنج کا عملی جواب ہوں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مغربی تہذیب کے فکر و فلسفہ کو سمجھا جائے اس تہذیب کے اجزائے ترکیبی کا تحلیل و تجزیہ کیا جائے اِس کے حسن و قبح پر عالمانہ تحقیق کی جائے اور اس کے بالمقابل اسلام کو آج کی زبان، آج کے اندازِ بیان اور آج کی منطق کے مطابق اس ڈھنگ سے اپنے اساسی اندازِ فکر اور اس کی ہمہ گیر اور جامع اصطلاحات کو محفوظ رکھتے ہوئے پیش کیا جائے تاکہ وہ اسلامی تہذیب کو سمجھ سکیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک میں ایسے عملی اقدامات بروئے کار لائے جائیں جو اسلام کو ایک انقلاب آفریں — دلوں اور ماحول کو بدلنے کے معنی ہیں — قوت بنا سکیں اور دنیا اس انقلاب کو قبول کر لے — جو لوگ اسلام کا علم رکھتے ہیں اور جو اپنے آپ کو خدا کے حضور اسلام کی ترجمانی کے سلسلہ میں جواب دہ سمجھتے ہیں انہیں عہدِ حاضر کے اِس چیلنج کا جواب دینے کے لئے میدانِ کار میں بلا تاخیر آ جانا چاہیئے۔ ھل من مجیب لھذا الدعاء؟"

(ہفت روزہ "المنبر" لائلپور جلد ۵ شمارہ ۲۸ بابت ۳۱ جنوری ۱۹۶۱ء)

معاصر نے مندرجہ بالا اقتباس میں عصرِ حاضر کے جس چیلنج کا ذکر کیا ہے اور اُس چیلنج کو قبول کرنے اور اُس کا جواب دینے کے سلسلہ میں عالمِ اسلام کی جس بے حسی اور غفلت کی نشاندہی کی ہے وہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہاں ہم یہ بات بھی اپنی جگہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت کا درجہ رکھتی ہے کہ مسلمانوں کی بے عملی اور غفلت کے پیشِ نظر خدائے اسلام نے اپنی تقدیرِ خاص کو بروئے کار لا کر اِس چیلنج کے معیّن صورت اختیار کرنے سے قبل ہی اسلام کی طرف سے اُسے قبول کرنے اور اس کا شافی جواب دینے کا خاطر خواہ انتظام فرما دیا تھا۔ چنانچہ اُس نے عین ضرورت کے وقت میں اپنے ایک مامور کو مبعوث فرما کر ایک ایسی دردمند جماعت کی بنیاد ڈالی کہ جو بظاہر بے بضاعت اور حقیر ہونے کے باوجود دنیا کے کونے کونے میں اسلام کو سربلند کر دکھانے کا فریضہ ادا کرے اور اس کا بے حیثیت اور بے بضاعت ہوتے ہوئے ہر میدان اور ہر محاذ پر اسلام کو فتحیاب کرنا اِس امر کی دلیل ٹھہرے کہ اسلام کا محافظ خود خدا ہے۔ اِس کا نابود ہونا تو کجا وہ اسے ایک دفعہ پھر دنیا میں غالب کر کے ایسی سربلندی اور سرفرازی عطا کرے گا۔ جو اس سے قبل کسی تہذیبی نظام کو نصیب نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ آج کون نہیں جانتا کہ اُس مامور من اللہ کی قائم کی ہوئی جماعت ہی خود مغربی تہذیب کے مراکز میں پہنچ کر اُس کے چیلنج کا جواب دے رہی ہے اور خود اہلِ مغرب کو یہ باور کرا رہی ہے کہ اسلام ایک انقلاب آفریں قوت ہے۔ اِس کی تعلیم میں ایک لادینی تہذیب کی پیدا کردہ ان تمام مشکلات اور الجھنوں کا حل موجود ہے جن سے اہلِ مغرب دوچار ہیں۔

عصرِ حاضر کے اِس چیلنج کا جواب خود قرآنِ حکیم میں موجود ہے اس کے لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ قرآن مجید کے یورپین زبانوں میں ترجمے کر کے اور جدید افکار اور فلسفے کی روشنی میں نئے انداز اور اسلوب کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر لکھ کر اسے مغرب میں پھیلایا جائے تا اہلِ مغرب اِس بے مثل دلاویز تعلیم سے آگاہ ہو کر اس کے عملی پہلوؤں پر غور کر سکیں اور اِس طرح انہیں احساس ہو کہ اِن کے تمام دکھوں اور مصیبتوں کا علاج اِس تعلیم پر عمل پیرا ہونے میں ہی مضمر ہے سو اس میں کیا شک ہے کہ آج یہ کام اُس مامور کی قائم کردہ غریب اور بظاہر بے حیثیت جماعت کے ذریعہ ہی انجام پا رہا ہے اور آہستہ آہستہ ایک عظیم روحانی انقلاب کے لئے راہ ہموار ہو رہی ہے۔ یورپ کی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم مکمل ہو کر ان میں سے اکثر اشاعت پذیر ہو چکے ہیں اور اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ اور اسلامی تعلیم کی لازوال صداقتوں پر جدید انداز کے مطابق بیش بہا کتب تصنیف ہو کر انہیں زیادہ سے زیادہ پھیلانے کا انتظام کیا جا رہا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو رہا ہے۔ بے شک ابھی عوام کی نگاہ سے یہ آنیوالا انقلاب پوشیدہ ہی ہو اور وہ اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوں لیکن یورپ کا اہلِ علم اور سمجھدار طبقہ اور بالخصوص وہ اصحابِ فکر و نظر جنہیں اپنے علم و فضل کی وجہ سے قوموں اور تہذیبی نظاموں کے عروج و زوال اور ان کے اسباب و عوامل کے بارہ میں کچھ بصیرت حاصل ہے اِس آنیوالے انقلاب کو خوب محسوس کر رہے ہیں اور انہیں نظر آ رہا ہے کہ اگر اسلام اِن تبلیغی مساعی کے نتیجے میں مغرب میں پھیل گیا اور کوئی وجہ نہیں کہ مسلسل جد و جہد کے نتیجے میں نہ پھیلے تو پھر مغربی تہذیب کے زوال پذیر ہونے سے (جس کے آثار دن بدن نمایاں ہو رہے ہیں) جو خلا رونما ہو گا اُسے اسلام کا تہذیبی نظام ہی پُر کرے گا۔ چنانچہ نامور برطانوی مؤرخ مسٹر آرنلڈ ٹوئن بی جو تہذیبی نظاموں کے عروج و زوال اور اس کے فلسفہ پر بہت گہری نظر رکھتے ہیں مغرب میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ:۔

"مغربی تہذیب کے اِس آخری دَور میں اگر اسلام مغربی اقوام کے چھوٹے طبقوں میں قدم جمانے میں کامیاب ہو گیا تو بالآخر یہ ہندوستان، مشرق بعید اور روس کے تہذیبی نظاموں کے بالمقابل دنیا کے مستقبل پر اِس طور اور اِس انداز سے اثر انداز ہو گا کہ جسے ہم ابھی اپنے تصور میں بھی نہیں لا سکتے"!

(سویلیزیشن آن ٹرائل صـ۲۰۳)

الغرض معاصر مذکور نے دنیا کے موجودہ حالات کا تجزیہ کر کے جس صورتِ حال کی نشاندہی کی ہے وہ بالکل درست ہے۔ اس دَور میں سائنسی اور مادی ترقی نے جس تہذیب کو جنم دیا ہے وہ اِس عہد کا سب سے بڑا چیلنج ہے اور بقول معاصر— "جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ نہ صرف یہ کہ اِس چیلنج کا جواب نہیں دے سکے بلکہ سچی بات یہی ہے انہوں نے بیشتر مقامات پر اس چیلنج سے شکست کھائی ہے اور اِس وقت ترکی، مصر اور بحرین و کویت ہی نہیں مسلم ممالک کی عظیم اکثریت بحیثیت مجموعی مغربی تہذیب کے سامنے سپر انداز ہو چکی ہے۔ اور اس نے فکر و فلسفہ سے لے کر طرزِ بود و ماند تک اِس نئی تہذیب اور اس کے خالق فلسفہ کو اپنا لیا ہے۔" (بحوالہ "المنبر" بابت ۳۱ جنوری ۶۱ء) — لیکن خدائے اسلام نے جو خود اسلام کا محافظ ہے اور جس نے اسے پھر دنیا میں سربلند کرنے کا پہلے سے فیصلہ کر رکھا ہے اور خود رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اپنے اِس فیصلے کی خبر دے رکھی ہے اس چیلنج کو جواب کے بغیر نہیں رہنے دیا۔ اگر یہ چیلنج موجود ہے تو اُس کی تقدیرِ خاص بروئے کار آ کر اس چیلنج کو قبول کرنے اور خود مغربی تہذیب کے مراکز میں پہنچ کر اس کا جواب دینے کا انتظام فرما چکی ہے چنانچہ جیسا کہ ہم نے اوپر اشارۃً ذکر کیا ہے اس کے خوشکن اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ بایں ہمہ کیونکہ ابھی مغربی تہذیب کا تسلط کمزوری اور ضعف کے آثار نمودار ہونے کے باوجود ڈھیلا نہیں پڑا ہے اور مقابلہ بہت سخت ہے اس لئے معاصر نے ان حالات میں جس اہم ضرورت کی طرف اشارہ کیا ہے اُس سے ہمیں بھی پورا اتفاق ہے کہ مسلم ممالک میں ایسے عملی اقدامات بروئے کار لائے جائیں جو اسلام کو ایک انقلاب آفریں قوت بنا سکیں اور مسلم عوام کی زندگیوں میں جدید تقاضوں کے مطابق اسلام کا ایسا عملی نمونہ دنیا کے سامنے آ سکے کہ جس سے اہلِ مغرب پر یہ حقیقت پوری جامعیت کے ساتھ منکشف ہو جائے کہ اسلام کی تعلیم اپنے اساس

(باقی دیکھیں ص۶ پر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ایک روح پرور تقریر

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کی اہمیت اور مبلغینِ اسلام کو نہایت ضروری اور اہم نصائح

فرمودہ ۲۰ ر نومبر ۱۹۴۴ء بمقام قادیان

مورخہ ۲۰ ر نومبر ۱۹۴۴ء کو بعد نماز عصر واقفین تحریک جدید کی طرف سے مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے جانے والے تین مبلغین کے اعزاز میں ایک دعوت چائے دی گئی۔ جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ازراہ کرم شمولیت فرمائی۔ اور حضور نے مبلغین کو اپنی قیمتی ہدایات سے نوازا۔ اس موقعہ پر حضور نے جو تقریر فرمائی تھی۔ وہ ابھی تک سلسلہ کے کسی اخبار میں شائع نہیں ہو سکی تھی۔ اب صیغہ زود نویسی اس تقریر کو اپنی ذمہ واری پر شائع کر رہا ہے ؛

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

کے لئے ایک نوجوان پہلے جا چکے ہیں اور اب تین اور نوجوان جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک تو مولوی فاضل ہیں اور دوسرے دو میں سے ایک مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پائے ہوئے ہیں اور ایک نے عربی تعلیم بہت ہی کم حاصل کی ہے بہرحال جس نیت اور ارادہ سے یہ نوجوان جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر وہ اپنے ارادوں پر قائم رہیں۔ اور اپنی نیتوں کو درست رکھیں تو اللہ تعالیٰ ان کو سکھانے اور پڑھانے کے کوئی نہ کوئی سامان پیدا کر دے گا۔ مغربی افریقہ ایک ایسا علاقہ ہے۔ جس میں خصوصیت کے ساتھ

اسلام کا بیج بویا جا رہا ہے

اور امید دلائی جاتی ہے کہ اگر وہاں اچھی طرح تبلیغ کی جائے تو لاکھوں لاکھ لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے عنقریب اسلام میں داخل ہو جائیں ان میں قربانی کا مادہ بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن ان کی قربانی اس جہالت کی وجہ سے جو ابھی تک اس ملک میں قائم ہے بعض دفعہ ٹھوکر کا موجب بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی عام طور پر وہ اچھی قربانی کرنے والے لوگ ہیں۔ چنانچہ ایک علاقہ کے متعلق میرے پاس رپورٹ پہنچی کہ اس نے سال بھر میں ۲۵ ہزار روپیہ

تبلیغ اور تعلیم پر خرچ

گیمبیا درحقیقت مغربی افریقہ کے ۴ ممالک یعنی سیرالیون۔ گولڈ کوسٹ۔ اور نائیجیریا ایسے ممالک ہیں جو برطانوی ایمپائر میں ہندوستان کے بعد دوسرے نمبر پر ہیں۔ کیا بلحاظ علاقہ

کی علاقہ کی وسعت کے اور کیا بلحاظ مسلمانوں کی تعداد کے۔ ہندوستان میں آٹھ دس کروڑ کی تعداد میں مسلمان پائے جاتے ہیں اور اس سے اتر کر انگریزی حکومت کے ماتحت صرف مغربی افریقہ میں ہی مسلمان آباد ہیں ایسے

علاقہ کی اہمیت

کا انکار کسی صورت میں بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں احمدیت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ صدائے بازگشت کے طور پر مغربی افریقہ کا یقیناً دوسرے ممالک پر بھی اثر پڑے گا۔

مزید خوبی اس جگہ کے رہنے والوں میں یہ پائی جاتی ہے۔ کہ وہ جلد جلد بوجھ برداشت کرنے کی طاقت اپنے اندر پیدا

کر لیتے ہیں۔ یہ ایک وسیع علاقہ ہے جو کئی ہزار میل میں پھیلا ہوا ہے۔ اور دو کروڑ کے قریب مسلمان اس میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے وسیع علاقہ میں ہم تبلیغ کر رہے ہیں۔ مگر علاقہ کی اس قدر وسعت کے باوجود ہمارا خرچ بہت قلیل ہے۔ اور پھر جس رنگ میں ہمیں وہاں کامیابی حاصل ہو رہی ہے اس کا ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے کہ اب تک

ساٹھ ستر ہزار افراد پر مشتمل جماعت

خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں پیدا ہو چکی ہے بلکہ گزشتہ دنوں ایک سالانہ جلسہ کے موقعہ پر وہاں کئی ہزار صرف جماعتوں کے نمائندے ہی اکٹھے ہوئے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں ہماری جماعت خدا کے فضل سے کس قدر پھیلی ہوئی ہے۔ خرچ نہایت معمولی ہے آئندہ کے متعلق بھی وہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر ہمارے مبلغ جائیں تو صرف چھ ماہ تک ان کے اخراجات مرکز برداشت کرے۔ چھ ماہ کے بعد جماعتیں ان کا بوجھ خود اٹھا لیں گی پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے

تبلیغی اخراجات کا بوجھ

ہی برداشت نہیں کرتے بلکہ مختلف جگہوں پر انہوں نے اپنے خرچ سے مساجد بھی قائم کی ہیں۔ اور اب تک تیس چالیس کے قریب چھوٹی بڑی مسجدیں وہ قائم کر چکے ہیں۔ بلکہ ابھی پچھلے دنوں مجھے ایک تازہ خبر ملی۔ جس سے مجھے بہت ہی خوشی ہوئی۔ اور وہ یہ کہ انہوں نے ایک علاقہ میں ایک مسجد بنانے کی تجویز کی جس پر پندرہ سو روپیہ کے قریب خرچ ہوتا تھا وہاں کے مبلغ نے لکھا کہ میں نے لنڈن میں مولوی جلال الدین صاحب شمس کو تحریک کی کہ وہ مسجد کے لئے وہاں کی جماعت سے چندہ جمع کر کے بھیجیں۔ انہوں نے انگلستان کی جماعت کے سامنے یہ تحریک پیش کی۔ اور اسی یا نوے پونڈ انہوں نے جمع کر کے بھجوا دیئے۔ مجھے اس خبر سے بہت ہی خوشی ہوئی۔ کہ ایک وہ وقت تھا کہ ہم لنڈن میں مسجد بنوانے کے لئے چندہ کی تحریک کرتے تھے۔ اور اب یہ وقت ہے کہ یورپ کے لوگ خود دوسرے ممالک میں مسجدیں قائم کرنے کے لئے چندے دے رہے ہیں۔ غرض یہ ایک اہم علاقہ ہے۔ جس میں

تبلیغ کے بہترین نتائج

نکل چکے ہیں اور اس سے بھی بہتر نتائج مستقبل قریب میں نکلنے کی امید ہے۔ اور گو اس ملک کے مبلغین کی خدمات ابھی نمایاں طور پر ہمارے سامنے نہیں آئیں۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دوسرے کئی ممالک سے اس جگہ تبلیغ زیادہ کامیاب رہی ہے۔ اور اس جگہ کے مبلغین

فدیہ رمضان مبارک

— رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی —

خدا کے فضل و کرم سے رمضان کا مبارک مہینہ بہت قریب آ گیا ہے۔ بلکہ اس کے شروع ہونے میں صرف چند دن باقی ہیں۔ جو دوست روزوں کی طاقت رکھتے ہوں اور بیمار یا سفر کی حالت میں نہ ہوں ان کو ضرور روزے رکھ کر رمضان کی عظیم الشان برکات سے فائدہ اٹھانا چاہیئے نہ معلوم اگلے رمضان تک کون زندہ رہتا ہے۔

البتہ جو دوست بیمار ہوں اور حقیقۃً معذور ہوں ان کے لئے حکیمانہ شریعت نے فدیہ کی رعایت رکھی ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ فدیہ کی رعایت صرف ایسے لوگوں کے لئے ہے جو لمبی بیماری یا ضعفِ پیری کی وجہ سے آئندہ روزوں کی گنتی پوری کرنے کی امید نہیں رکھتے۔ پس جو دوست حقیقۃً فدیہ کے حکم کے نیچے آتے ہوں صرف انہی کو فدیہ ادا کرنا چاہیئے باقی سب کو روزہ رکھنا چاہیئے۔ البتہ اگر کوئی دوست عارضی بیماری یا عارضی سفر کی وجہ سے روزہ ترک کرنے کے لئے مجبور ہوں اور آئندہ گنتی پوری کرنے کی امید بھی رکھتے ہوں وہ بھی اس شرط کے ساتھ فدیہ دے سکتے ہیں کہ مجبوری دور ہونے پر وہ روزوں کی گنتی بھی پوری کر دیں گے۔ ایسے بھائیوں اور بہنوں کے لئے انشاء اللہ دہرا ثواب ہوگا

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان میں مہینہ بھر کھانا کھلا دیا جائے۔ لیکن یہ صورت بھی بالکل جائز ہے کہ کھانے کی جگہ اپنے کھانے کی حیثیت کے مطابق نقد رقم ادا کر دی جائے تا کہ کوئی مستحق غریب اس رقم سے اپنے کھانے کا انتظام کر سکے۔

جو دوست پسند کریں وہ میرے دفتر کے ذریعہ بھی اپنے فدیہ کی رقم ادا کر سکتے ہیں۔ اس رمضان میں سب سے پہلی رقم بیس روپے کی اہلیہ صاحبہ مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم آف تلونڈی جھنگلاں سابق ضلع گورداسپور حال ربوہ کی طرف سے آئی ہے۔ فجزاھا اللہ احسن الجزاء

خاکسار: مرزا بشیر احمد

دفتر خدمت درویشاں ربوہ ۲۵ جنوری ۱۹۶۱ء

نے دوسرے کئی ممالک کے مبلغین سے بہت بڑھ کر قربانیاں کی ہیں۔ تبلیغ اسلام کے لحاظ سے درحقیقت اب تک ہمیں تین نہایت اہم ممالک حاصل ہوئے ہیں۔ ایک یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں کی تعداد میں جماعت پائی جاتی ہے اور یہ سب نہایت مخلص ہیں۔ مرکز سے خط و کتابت بھی رکھتے ہیں اور چندے بھی باقاعدگی سے دیتے ہیں۔ دوسرا علاقہ مغربی افریقہ کا ہے اور تیسرا انڈونیشیا کا۔ ہندوستان سے باہر یہ تین علاقے احمدیت کی تبلیغ کے لئے نہایت ہی بابرکت اور زرخیز ثابت ہوئے ہیں۔ یہاں صرف بیج پڑنے کی دیر تھی کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یکدم کھیتی پیدا ہونے لگ گئی ان تین میں سے ایک یعنی مغربی افریقہ میں اب یہ تین اور نوجوان تبلیغ احمدیت کے لئے جا رہے ہیں۔

پچھلا تجربہ بتاتا ہے

کہ دوسرے مبلغین کے خلاف اس ملک میں جتنے بھی مبلغ بھیجے گئے ہیں سب نے آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کیا اور پچھلوں کی خدمات کی تنقیص کرنے اور ان کو گرانے کی بجائے انہیں حقیقی قدر و عظمت کی نگاہ سے دیکھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ نوجوان بھی اسی روح کو قائم رکھیں گے۔

یہ ایک خطرناک مرض ہے

جو ہمارے ہاں پایا جاتا ہے کہ جب بھی ان میں سے کوئی کسی عہدے پر مقرر کر کے بھیجا جاتا ہے تو وہ پہلے کی تنقیص کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جب میں آیا تو یہ خرابی تھی وہ خرابی تھی۔ یوں گویا بڑی اندھیر مچی ہوئی تھی۔ میں نے آکر ان نقائص کو دور کیا اور خرابیوں کی اصلاح کی۔ پھر اس کے بعد جب کسی اور کو بھیجا جاتا ہے تو وہ اپنے سے پہلے شخص کے نقائص نکالنے شروع کر دیتا ہے اور کسی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ میری اس تحریر کا احترام کون کرے گا اور میری ان باتوں کو وقعت کی نگاہ سے کون دیکھے گا۔ اگر میں دوسروں کے نقائص بیان کروں گا تو کل میرے بعد جو شخص آئے گا وہ میرے نقائص بیان کرنا شروع کر دے گا پھر میری عزت کیا رہ جائے گی۔ مگر اپنی حماقت اور نادانی سے ہر بعد میں آنے والا پہلے کی خرابیاں بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا نقص ہے جو یہاں پایا جاتا ہے اور جس کی

اصلاح کی بیحد ضرورت ہے

یورپ کے لوگوں کو دیکھ لو۔ انہوں نے اپنے پرانے فلاسفروں کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ ان کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر وہ فلاسفر یہ رطب و یابس جمع نہ کرتے تو ہم ترقی کی طرف اپنا قدم نہ بڑھا سکتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ فلسفیوں کی مذمت کرتے ہیں اور مسلمان بھی اپنی نادانی سے ان کی ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں۔ حالانکہ جتنی لغو اور پوچ باتیں یورپین فلسفیوں نے کی ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی کسی مسلمان فلسفی کی باتوں میں نہیں پایا جاتا مگر مسلمان ہیں کہ وہ اندھا دھند اپنے پرانے فلاسفروں کی تحقیر کے درپے رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ محض جہالت اور بیوقوفی کی بات ہے۔ اگر مینار پر بیٹھا ہوا آدمی نیچے کی سیڑھی کی مذمت کرنے لگ جائے تو اسے کون عقلمند قرار دے گا۔ بے شک وہ اس وقت مینار پر ہے لیکن وہ مینار پر نہیں چڑھ سکتا تھا جب تک نیچے کی سیڑھی موجود نہ ہوتی۔ پس ضروری ہے کہ سابق مبلغین کی خدمات کی قدر کی جائے اور ان کو گرانے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ ان کی مساعی کو قدر و عظمت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔

دوسری چیز تعاون ہے

جانے والے مبلغین کا فرض ہے کہ وہ آپس میں بھی اور وہاں جو مبلغ کام کر رہے ہیں ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اس وقت جتنے مبلغ وہاں گئے ہیں انہوں نے ایسی عمدگی کے ساتھ آپس میں تعاون کیا ہے کہ بے اختیار دل سے ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ بعض جگہ آپ ہی آپ انہوں نے اپنے میں سے ایک کو افسر بنا لیا اور خود اس کے ساتھ مل کر کام کرنا شروع کر دیا۔ غرض انہوں نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ آپس میں تعاون کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت کا وقار قائم ہو گیا ہے۔ وہاں پادریوں کا بہت زور ہے۔ ان تینوں ممالک کی

تعلیم کا انتظام

پادریوں کے ہاتھ میں ہے بے شک وہاں گورنمنٹ سکول ہیں۔ مگر گورنمنٹ جس قدر امداد دیتی ہے سب پادریوں کے ہاتھ میں دے دیتی ہے اور پادریوں کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اسے جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ ایسے ممالک میں جہاں پادریوں کا اس قدر اقتدار ہے ہمارے مبلغین نے ان کا مقابلہ کیا۔ حالانکہ وہ زبان انگریزی کا بھی اچھی طرح نہیں جانتے۔ مولوی نذیر احمد صاحب تو انگریزی جانتے ہیں۔ مگر حکیم فضل الرحمن صاحب کی تعلیم غالباً انٹرنس تک ہے۔ اسی طرح باقی مبلغ انگریزی کی بہت کم تعلیم رکھتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے پادریوں کا بڑی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر کے ان کو شکست دی۔ گورنمنٹ سے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا۔ اور آخر گورنمنٹ نے ہماری جماعت کے قائم کردہ سکولوں کو تسلیم کیا۔ اور ان کی مدد کی۔ صرف ایک مشکل ہے جس کا حل ابھی باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ سروس اس ملک میں اسی کو ملتی ہے جو لنڈن میٹرک کا امتحان پاس ہو۔ پادریوں کے زیر انتظام چونکہ وہاں کے ہائی سکول ہیں اور وہ دیر سے قائم ہیں اس لئے وہ ان سکولوں میں تعلیم پانے والوں کو یہ امتحان دلا دیتے ہیں اور انہیں ملازمتیں مل جاتی ہیں۔ مگر ہمارے سکول صرف مڈل تک ہیں۔ اس لئے ہمارے سکول کے پاس شدہ احمدی نوجوان ان ملازمتوں کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اس نقص کے ازالہ کے لئے

میری تجویز یہ ہے

کہ یہاں سے بعض گریجوایٹ مبلغ بھجوائے جائیں جو وہاں ہائی سکول قائم کریں۔ تاکہ احمدی نوجوان بھی ملازمت کے حصول کے لئے دوسروں سے پیچھے نہ رہیں۔ ہم یہ امید آپ لوگوں سے تو نہیں کر سکتے جو اس وقت وہاں تبلیغ کے لئے جا رہے ہیں۔ ہاں ہم یہ امید آپ سے ضرور کرتے ہیں کہ آپ بعد میں آنے والوں کے لئے ابھی سے میدان تیار کرنا شروع کر دیں گے اور ایسی جماعت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جو قربانی کرنے والی ہو اور وہ ہائی سکول کا بوجھ برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ اگر ہم تین چار بی اے پاس احمدی نوجوان یہاں سے بھجوائیں یا کسی ایسے نوجوان کو بھجوائیں جو ولائت کا پاس شدہ گریجوایٹ ہو تو یہ لازمی بات ہے کہ اخراجات زیادہ ہوں گے اور اس کے لئے آپ لوگوں کی قربانی کی ضرورت ہوگی۔ آپ لوگ مالی لحاظ سے تو کوئی قربانی نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ یہ قربانی کر سکتے ہیں کہ تبلیغ کے لئے [illegible]

جفاکشی کا نمونہ دکھائیں

جیسے مغربی افریقہ میں مبلغین دکھا چکے ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر جفاکش اور محنتی بنیں۔ انہوں نے ایسے ایسے جنگلوں میں پیدل سفر کئے ہیں جہاں خود اس ملک کے باشندے جاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ چنانچہ مغربی افریقہ میں ہمارے مبلغ ایسے ایسے پُرخطر جنگلات میں سے پیدل سفر کرتے ہوئے تبلیغ کے لئے گئے ہیں جہاں سپاہی بھی جانے سے گھبراتے ہیں اور بعض جگہ تین تین چار چار سو میل کا سفر انہیں پیدل طے کرنا پڑتا ہے۔ پھر وہ علاقہ ایسا گرم ہے کہ ہمارے ملک کی گرمی کی اس کے مقابلہ میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ اندرون ملک میں پانچ پانچ۔ چھ چھ سو میل لمبے علاقے ایسے ہیں جہاں لاریاں بھی نہیں چلتیں۔ اور جہاں کھانے کے لئے بھی کوئی اچھی چیز میسر نہیں آتی۔ صرف اسی طرح گذارہ ہو سکتا ہے کہ کبھی گرم پانی میں جو یا مکئی کا دانا بھگو کر کھا لیا اور کبھی درختوں کے چھوٹے چھوٹے پھل جو نہایت تلخ اور بدمزہ ہوتے ہیں کھا لئے۔ مگر ان تمام مشکلات کے باوجود ہمارے مبلغین نے

میلوں پیدل سفر کیا

اور لوگوں کو پیغام حق پہنچایا۔ یہ معیار ہے جو ان مبلغین نے قائم کیا ہے۔ اس معیار کو نہ صرف قائم رکھنا بلکہ بڑھانا اور ترقی دینا آپ کا کام ہے۔ یورپین لوگ جو تعیش کے سامانوں کے دلدادہ ہوتے ہیں اور جن کی عمریں راحت اور آرام کے اسباب میں بسر ہوتی ہیں وہ بھی اس علاقہ میں اسی قسم کی قربانیوں سے کام لے رہے ہیں۔ بے شک انہیں ہمارے مبلغین سے کھانا زیادہ بہتر ملتا ہے۔ رہائش زیادہ اعلیٰ ہوتی ہے اور سفر کے لئے لاریاں موجود ہوتی ہیں۔ مگر وہ لوگ جو لنڈن کی گلیوں میں موٹروں پر سفر کرنے کے عادی ہوں ان کے لئے لاریوں کا سفر بھی تو ایک مصیبت ہوتی ہے۔ لاری کے دھکے کھانا ان کے لئے ایسا ہی ہوتا ہے جیسے ہمارے کسی آدمی کا ٹٹو یا گدھے پر سوار ہونا۔ پس بے شک انہیں اپنی سہولت اور آرام کے سامان ہم سے بہت زیادہ میسر ہیں مگر ان کے بلند معیار زندگی کو دیکھتے ہوئے اس قسم کی سہولتیں بھی ان کی قربانی کو کم نہیں کرتیں۔ اگر یورپ کے لوگ شرک کی اشاعت کے لئے ایک انسان کو خدا منوانے کے لئے ایسی ہمت دکھلا سکتے اور

اس قدر قربانی کا نمونہ

پیش کر سکتے ہیں تو ہمارے مبلغین کو اپنی قربانی کا معیار کس قدر بلند کرنا چاہیئے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جسے وہ آسانی سے نہ سمجھ سکتے ہوں۔ اگر انگلستان یا بلجیم یا پرتگال میں رہنے والے عیسائی جو ناز و نعم میں پلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے اس قدر ہمت دکھلا سکتے ہیں۔ تو ہمارے ملک کے آدمی جو پہلے ہی غریب اور کنگال ہیں اور اس وجہ سے مشکلات کو برداشت کرنے کے عادی ہیں وہ کیوں اس سے اعلیٰ نمونہ نہیں دکھا سکتے۔ یقیناً وہ دینی قربانی کا ایسا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں جو بے مثال ہو۔ ضرورت صرف

ایمان اور اخلاص

کی ہے۔ (باقی)

اذکروا موتٰکم بالخیر

محترم سیّد فاضل شاہ صاحب مرحوم

(از مکرم سیّد محمد یوسف شاہ صاحب کراچی)

میرے والد محترم سید فاضل شاہ صاحبؓ جو اپنے بچوں اور عزیزوں کے درمیان "شاہ جی" کے لقب سے پکارے اور یاد کئے جاتے تھے ۱۷-۱۶ جنوری ۱۹۶۱ء کی درمیانی شب کو چند یوم بیمار رہ کر ۸۴ سال کی عمر میں وفات پا کر اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے از راہ شفقت نماز جنازہ پڑھائی۔ کندھا دیا اور والد مرحوم بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ آپ کا آبائی وطن موضع پنجوڑیاں۔ تحصیل کھاریاں۔ ضلع گجرات تھا۔ پارٹیشن سے چار پانچ سال پہلے ہجرت کر کے قادیان میں سکونت پذیر ہوئے۔ پارٹیشن کے بعد سیالکوٹ اور راولپنڈی رہے۔ ۶۰-۱۹۵۹ء کے دوران قریب ایک سال تک میرے اور میرے ایک دوسرے بھائی کے پاس کراچی میں رہے۔ ربوہ میں مستقل سکونت کی شدید خواہش تھی چنانچہ پچھلے سال فروری یا مارچ میں ربوہ آ گئے اور یہیں وفات پائی۔ حضرت والد صاحب نے ۱۹۰۴ء یا ۱۹۰۵ء میں کوئٹہ سے جہاں آپ آر اے (R.A.) میں سکول ماسٹر تھے بذریعہ خط حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے قبولیت بیعت کا خط لکھا۔ حضرت والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بیعت کرنے سے پہلے آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک مضمون پڑھا چونکہ سعید اور نیک فطرت رکھتے تھے۔ فوراً بیعت کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لے آنے کے بعد آرمی میں جہاں آپ ملازم تھے دوسرے لوگوں کو پیغام حق پہنچانا شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں کئی ایک دوست قبول احمدیت کے تیار ہو گئے۔ آرمی کے ہندوستانی افسروں نے جب یہ بات سنی تو مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اور برطانوی افسروں کے پاس شکایت کر کے آپ کو علیحدہ کرنے کے درپے ہو گئے۔ حضرت والد صاحب نے تمام حالات حضرت مسیح موعود کی خدمت میں تحریر کر دیئے۔ جواب میں حضور نے فرمایا آپ خود ملازمت سے علیحدہ نہ ہوں تاوقتیکہ آپ کو مجبور کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا بالآخر مجبوری ملازمت سے علیحدہ ہو گئے۔ والد صاحب حضرت مسیح موعود کی زندگی میں قادیان حاضر ہوئے یہ وہ ایام تھے جبکہ حضرت مسیح موعود معہ اہل بیت بہشتی مقبرہ والے باغ میں خیمہ زن تھے فرمایا کرتے تھے کہ ان ایام میں آپ معہ دوسرے خدام کے حضور کی جائے رہائش پر پہرا دینے کے فرائض بھی بجا لاتے رہے۔

آپ چار بھائی تھے جن میں سے ایک والد صاحب کی بیعت سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ والد صاحب کی بیعت کے بعد آپ کے دونوں بڑے بھائیوں نے بھی جلد ہی حضرت مسیح موعودؑ کو قبول کر لیا۔ اس طرح آپ کو اپنے خاندان میں سب سے پہلے قبول احمدیت کی توفیق ملی فرمایا کرتے تھے کہ خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت آپ کو کسی قسم کی دقت محسوس نہ ہوئی آپ نے حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی روشنی میں پورے انشراح صدر کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنی بیعت کا خط لکھ دیا حضرت اقدس نے اپنے دست مبارک سے قبولیت بیعت کا خط لکھتے ہوئے تحریر فرمایا کہ "دعا کریں کہ خدا تعالیٰ جماعت کو تفرقہ سے بچائے" حضرت والد صاحب کو تبلیغ کا بہت شوق تھا ہندوستان میں دور دراز کے سفر اختیار کئے اس دوران کئی ایک ایمان افروز واقعات آپ کے تجربہ میں آئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد کہ "خدا تعالیٰ مومن کو اکیلا نہیں چھوڑتا" بارہا تجربہ میں آیا جنوبی ہندوستان جہاں آپ مقیم رہے۔ بعض ایسی جگہوں میں گئے جہاں کوئی احمدی نہ ملتا۔ لیکن خدا کے فضل سے تھوڑے عرصہ بعد ہی احمدیت قبول کرنے والا کوئی نہ کوئی ساتھی آپ کو مل جاتا۔ آپ درویش منش۔ حلیم۔ صابر مسکین اور خاموش طبع ملنگ سے تھے دنیا کا نام و نشان نہ تھا سادہ خوراک۔ سادہ لباس اور سادہ رہائش میں ساری عمر گزار دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات والا صفات سے انتہائی محبت اور عقیدت تھی۔ ایک دفعہ غالباً ۱۹۲۵ء یا ۱۹۲۶ء میں جب کہ حضور دہلی میں مقیم تھے۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حاضر ہونے پر کشفی حالت طاری ہوئی تو دیکھا حضرت مسیح موعودؑ تشریف رکھتے ہیں گویا آپ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح موعودؑ کی شبیہ مبارک ہی دیکھا۔ حضرت اقدس کے احسانات اور مشفقانہ سلوک کا ہمیشہ ذکر فرماتے رہتے۔ حضرت اقدس کی تحریرات و خطبات جو اخبار الفضل میں شائع ہوتے ہمیشہ پڑھوا کر سننے کے لئے بیتاب رہتے۔ وفات کے قریب دو ماہ پیشتر ربوہ کے ہسپتال میں آپ نے اپنی آنکھ کا اپریشن کرایا جو کامیاب رہا جس سے آپ کو لکھنے پڑھنے اور چلنے پھرنے میں سہولت ہو گئی۔ اس اپریشن کی اطلاع دیتے ہوئے مجھے لکھا کہ سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ اپریشن کرنے والے ڈاکٹر صاحب مولوی فضل دین صاحبؓ آف کھاریاں کے پوتے ہیں۔ جنہوں نے نہایت تن دہی محبت اور اخلاص سے اپریشن کیا ہے (جزاھم اللہ احسن الجزاء) مولوی فضل دین صاحبؓ جو حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر صحابی تھے والد صاحب کے دوست اور ہمارے خاندان کے محسن عظیم تھے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس دفعہ جلسہ سالانہ پر خاکسار معہ اہل و عیال اور خاندان کے بہت سے افراد کے ساتھ ربوہ حاضر ہوا۔ اور اس طرح گویا خاندان کے کثیر التعداد افراد نے جلسہ کے مبارک میں آپ سے ملاقات کی جس کی وجہ سے آپ بہت خوش تھے آپ اپنے بیٹوں اور پوتوں کے ہمراہ جلسہ گاہ میں تشریف لاتے رہے۔ اور پورے انہماک سے تقادیر سنیں۔ ایک اجلاس کی کارروائی سننے کے بعد گھر واپس آتے ہوئے رو پڑے اور فرمایا کئی سال سے جلسہ سالانہ میں شریک نہ ہونے کا سخت قلق تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس دفعہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی توفیق مل گئی ہے۔ کراچی میں میں نے ایک دفعہ پوچھا کہ آپ نے کتنے قریب سے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا ہے۔ اس وقت خاموش رہے پھر تھوڑا عرصہ بعد آپ کی اقتداء میں میں نے اور خاندان کے دیگر افراد نے نماز پڑھی نماز کے بعد ہماری طرف رخ کر کے بیٹھ گئے اور فرمایا تم نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میں نے کتنے قریب سے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا ہے۔ سو اب بتاتا ہوں کہ اس طرح۔ پھر قریب ہو کر میرے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لئے۔ اس وقت آپ پر سخت رقت طاری تھی اور فرمایا ہم بالکل اسی طرح حضرت مسیح موعود کو ملے ہیں۔ اور ساتھ ہی بہت سی دعائیں بھی دیں۔ والد بزرگوار نے اپنے پیچھے چھ لڑکے ۱۲ پوتے اور چھ پوتیاں چھوڑی ہیں۔ ہماری والدہ محترمہ حیات ہیں اور ہم سب آپ کی جدائی سے رنجیدہ اور مغموم ہیں۔ آپ کے لڑکوں میں سے ایک واقف زندگی ہیں۔ جو وقف جدید کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔

درویشان قادیان اور بزرگان سلسلہ سے التجا ہے کہ وہ ہمارے محترم بزرگ مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز دعا فرمائیں کہ ان کی اولاد ہمیشہ ہمیش احمدیت کی دولت سے مالا مال رہے اور وہ سلسلہ کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کی توفیق پاتی رہے

خاکسار سید محمد یوسف شاہ
(حلقہ فیڈرل ایریا)
پوسٹ بکس [illegible]
کراچی صدر

درخواست دعا

مکرم سید محمد زمان شاہ صاحب ایڈووکیٹ جماعت احمدیہ مانسہرہ کی اہلیہ مدت دراز سے علیل اور لاہور میں زیر علاج ہیں۔ مکرم شاہ صاحب ایک مخلص دوست ہیں اور ان کے چھوٹے بھائی سید شاہ محمد صاحب انڈونیشیا میں رئیس التبلیغ ہیں۔

بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے درخواست ہے کہ ان کی اہلیہ کے لئے خاص طور پر دعا فرماویں۔ نیز مکرم شاہ صاحب خود بھی ذیابیطس کے مریض ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے (جلال الدین احمد واقف زندگی)

جماعت احمدیہ کی مجلس مشاورت

۲۴-۲۵-۲۶ مارچ ۱۹۶۱ء کو منعقد ہوگی

تجاویز ۱۵ فروری تک بھجوا دیں

امسال مجلس مشاورت کا اجلاس ۲۴-۲۵-۲۶ مارچ ۱۹۶۱ء بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار ہوگا۔ انشاء اللہ

اگر کسی دوست یا جماعت نے کوئی تجویز پیش کرنی ہو۔ تو ۱۵ فروری ۱۹۶۱ء تک دفتر ہذا میں بھجوا دیں تا ضروری کارروائی ہو سکے۔

تجاویز اپنی جماعت کی معرفت بھجوائی جائیں (پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

پانچ سالہ سکیم تعلیمی قرضہ حسنہ

اس کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا وہ ارشاد گرامی ہے جو حضور نے مشاورت ۱۹۵۲ء میں فرمایا تھا کہ غرباء کو ابھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دیہات میں بعض جگہ بیس بیس سال سے مدارس جاری ہیں تاہم گریجوایٹ نہیں اگر محکمہ کی طرف سے ان کو تحریک کی جائے کہ وہ پندرہ بیس زمیندار مل کر ایک لڑکے کی اعلیٰ تعلیم کا بوجھ اٹھائیں اور قرضے کے طور پر کچھ وظیفہ دیدیا کریں۔ تو چند سال میں کئی لڑکے گریجوایٹ بن سکتے ہیں۔

خلاصہ سکیم

جماعت کا ہر پیشہ کا فرد مرد ہو یا عورت اس میں حصہ لے سکتا ہے جو کم از کم ایک روپیہ ماہوار یا چھ روپے ششماہی بعد سکیم مرکز میں بھیجے ہر نئے سال قسط گھٹایا بڑھا سکتا ہے۔ اس کی سالانہ جمع شدہ رقم کی اطلاع مرکز سے جاری ہو کر ہر ایک ممبر کو دی جائے گی۔ ہر سال جمع شدہ رقم کا ⅘ وظائف پر خرچ ہوگا۔ باقی ⅕ کو تجارت پر لگا کر بڑھانے کا اختیار صدر انجمن احمدیہ کو ہوگا۔ کسی ممبر کو پہلے پانچ سال کے دوران میں اپنی جمع شدہ رقم کا کوئی حصہ واپس طلب کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ چھٹے سال ⅕ حصہ واپس لے گا۔ ساتویں سال ⅖ اور علیٰ ہذا القیاس دسویں سال ساری رقم بقایا۔

سکیم کے مندرجہ ذیل حصے ہوں گے۔ اول زمیندار۔ قرضہ تعلیم۔ دوم اہل حرفہ کا۔ سوم ملازمین کا۔ چہارم مستورات کا اور پنجم مختص بالذات۔ اول۔ دوم۔ سوم کا یونٹ ضلع ہوگا (یعنی ایک ضلع کی آمد اسی ضلع کے اسی پیشہ کے امیدوار پر خرچ ہوگی۔ چہارم و پنجم کا یونٹ صوبہ ہوگا۔ مستورات کی طرف سے آمد مستورات پر ہی اسی صوبہ میں خرچ ہوگی اور جو احباب پچاس روپے ماہوار پانچ سال تک جمع کرائیں گے۔ ان کی رقم سے جاری شدہ وظیفہ ان کے نام پر ہوگا اور مختص بالذات کہلائے گا۔ یہ وظائف میٹرک کے بعد کی تعلیم کے لئے جاری ہوں گے۔ ممبران بطور قرضہ حسنہ دیں گے۔ ان کی رقم پراویڈنٹ فنڈ کے طریق پر جمع ہوتی رہے گی۔ اور وظائف لینے والے طلباء حسب قواعد نظارت تعلیم سے بطور قرضہ حسنہ وظائف لیں گے۔

آپ ازراہ کرم سکیم میں خود بھی حصہ لیں اور دیگر احباب کو بھی حصہ لینے کی تحریک فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ رقم ماہ بماہ چندہ کے ساتھ بمد "پنجسالہ سکیم تعلیمی قرضہ" ارسال فرمایا کریں۔

(ناظر تعلیم ربوہ)

ضروری اعلان برائے مجالس انصار اللہ

مجالس انصار اللہ کیلئے سال رواں کی پہلی سہ ماہی کے لئے قرآن کریم کے چوتھے پارہ (پہلا نصف) کا ترجمہ بطور نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ امتحان مورخہ ۲ اپریل ۱۹۶۱ء بروز اتوار منعقد ہوگا۔ اور ربوہ میں یہ امتحان ۳۱ مارچ بروز جمعہ ہوگا۔ وقت کی تعیین زعماء مجالس خود فرمائیں گے۔

تمام انصار ابھی سے تیاری شروع فرما دیں۔ اور امتحان میں شمولیت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ زعماء کرام وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہیں کہ انصار امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ جہاں جہاں ممکن ہو وہاں ترجمہ پڑھانے کا بھی انتظام فرمائیں۔

زعماء کرام پرچوں کی مطلوبہ تعداد سے مطلع فرمائیں

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی

"چندہ تحریک خاص"

جیسا کہ پہلے بھی اعلان ہو چکا ہوا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے یہ چندہ لازمی قرار دیا ہوا ہے اور مئی ۱۹۵۹ء سے مزید تین سال تک جاری رکھنے کا فیصلہ مجلس مشاورت ۱۹۵۹ء میں فرمایا تھا۔ لہذا سب احباب کی خدمت میں اس لازمی چندہ کی باقاعدہ باشرح ادائیگی کیلئے درخواست ہے۔ اب جنوری ۱۹۶۱ء سے شرح نئے سکے کے مطابق یہ ہے :-

(ا) موصی صاحبان سے ان کی آمدنی پر نیا نصف پیسہ فی روپیہ

(ب) چندہ عام ادا کرنیوالے احباب کی آمدنی پر نیا ¼ پیسہ فی روپیہ۔

(نظارت بیت المال)

سیکرٹریان مال کی خاص توجہ کے لئے

چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی میں ابھی بہت کمی ہے اور جلسہ کے اخراجات کے نصف سے کچھ ہی اوپر رقم وصول ہوئی ہے۔ لہذا تمام مقامی جماعتوں سے التماس ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔ اور یہ خیال نہ پیدا ہو کہ جلسہ تو ہو چکا۔ بے شک اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جلسہ بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا اور اس سال پہلے سالوں سے بہت زیادہ احباب کو ان مبارک ایام میں ربوہ آنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک لیکن چندہ جلسہ سالانہ کا ایک بڑا حصہ ابھی قابل وصول ہے جسے سال ختم ہونے سے پہلے یعنی ۳۰ اپریل تک پورا کرنا ضروری ہے۔

اسی طرح اب چندہ عام و حصہ آمد کے بجٹ پورے کرنے کے لئے بھی زیادہ محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ سال رواں میں سے آٹھ ماہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن ابھی تک تدریجی بجٹ میں ایک لاکھ روپے سے زیادہ کمی ہے (ناظر بیت المال)

درخواستہائے دعا

(۱) عرصہ تین چار ماہ سے میں بیمار ہوں اور میری صحت دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہے احباب صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں (محمد تقی حویلی کابلی مل گڑی بازار لاہور)

(۲) خاکسار نے ایک امتحان دیا ہے احباب میری کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔

(شیر محمد نارو وال۔ ضلع سیالکوٹ)

مجالس انصار اللہ کو بجٹ فارم بھجوا دیئے گئے ہیں

تمام مجالس انصار اللہ کو سال رواں کے لئے بجٹ فارم بھجوائے جاچکے ہیں۔ عہدہ داران سے گذارش ہے کہ وہ ان کو اپنی اولین فرصت میں پُر کر کے مرکز میں بھجوا دیں۔ مجلس کا سال یکم جنوری سے شروع ہو چکا ہے۔ چندہ جات کی وصولی نئے بجٹ کے مطابق اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ تمام مجالس اپنے بجٹ بھجوا دیں۔ جن مجالس کے ذمہ سال گذشتہ کا بقایا ہے وہ اپنے بقایا جات کی رقوم بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جزاھم اللہ خیراً

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

خط و کتابت کرتے وقت اپنی چٹ نمبر کا حوالہ اور پتہ خوشخط لکھا کریں۔

مشرقی پاکستان پر ایک نظر

پاکستان کی کل آبادی کا ساٹھ فیصد مشرقی پاکستان میں ہے۔ یہ علاقہ آبادی کے لحاظ سے دنیا کے سب سے گنجان آباد علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ مغربی پاکستان سے اس کا فاصلہ ڈیڑھ ہزار میل کے لگ بھگ ہے۔

صوبے کا مجموعی رقبہ ۶۳ ہزار مربع میل ہے اور ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی چار کروڑ دس لاکھ ہے۔ اس میں تین کروڑ بیس لاکھ مسلمان نوے لاکھ ہندو اور باقی بدھ۔ عیسائی اور دوسرے فرقوں کے پیرو ہیں۔

سارے صوبے میں سبزہ خوبصورت پہاڑیوں۔ دریاؤں۔ نالوں اور جنگلوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ دریا اور نالے نہ صرف آبپاشی کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ بلکہ زیادہ تر آمد و رفت بھی انہیں کے ذریعے ہوتی ہے۔ انتظامی مقاصد کے لئے مشرقی پاکستان کو تین ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ڈھاکہ ڈویژن، چاٹگام ڈویژن اور راجشاہی ڈویژن۔ ان میں ضلعوں کی تعداد علی الترتیب چار، پانچ اور آٹھ ہے پھر ہر ضلع کو سب ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر سب ڈویژن میں کئی تھانے آتے ہیں۔ صوبے کا صدر مقام ڈھاکہ ہے۔ دوسرے مشہور شہروں میں چاٹگام۔ کومیلا میمن سنگھ۔ راجشاہی۔ رنگ پور۔ جیسور سلہٹ اور کھلنا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ سب سے بڑی بندرگاہ چاٹگام ہے۔ اس کے بعد چالنا کا نمبر آتا ہے۔ نارائن گنج، چاندپور بھاگی رب بازار اور باریسال دریائی بندرگاہیں ہیں۔ مشرقی پاکستان ریلوے کا ہیڈ کوارٹر چاٹگام میں ہے اور اس کا جال سارے صوبے میں پھیلا ہوا ہے۔

مشرقی پاکستان کے لوگ بنگالی بولتے ہیں جسے اردو کے ساتھ قومی زبان کا درجہ حاصل ہے۔ علاقے کے لوگوں کا سب سے بڑا ذریعہ روزگار کھیتی باڑی ہے اور نوے فیصد لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس صوبے میں دو کروڑ باسٹھ لاکھ ایکڑ اراضی سے دو دو یا تین تین فصلیں لی جاتی ہیں۔ غذائی اجناس میں چاول کی فصل سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اسی لئے ایک کروڑ نوے لاکھ ایکڑ اراضی میں دھان بھی بویا جاتا ہے۔ دوسری اہم اجناس میں چنا۔ دالیں۔ تلہن۔ مرچ اور گنا شامل ہیں۔ ان کی سالانہ پیداوار کا تخمینہ یہ ہے۔ دالیں ۱۹۵۰۰۰ ٹن۔ چنا ۵۰ ہزار ٹن۔ تلہن ۳۰ ہزار ٹن۔ مرچ ۷۷ ہزار ٹن اور گنا تینتیس لاکھ ٹن۔

نقد آور فصلوں میں پٹ سن سرفہرست ہے۔ دنیا بھر میں جتنی پٹ سن پیدا ہوتی ہے اس کا ۷۵ فیصد صرف مشرقی پاکستان پیدا کرتا ہے۔ پٹ سن کا زیر کاشت رقبہ انیس لاکھ ایکڑ ہے اور اس کی سالانہ پیداوار پچاس سے ساٹھ لاکھ گانٹھوں تک ہے۔ دوسری نقد آور فصلوں میں چائے (چار کروڑ پندرہ لاکھ پونڈ) تمباکو (۵۴ ہزار ٹن) کپاس (چودہ ہزار گانٹھ) اور ربڑ (۴۴ ہزار ٹن) شامل ہیں۔

چاٹگام اور اس کے آس پاس کا علاقہ پہاڑی ہے۔ یہ پہاڑیاں کوہستان لوشائی سے نکلی ہیں۔ سلہٹ۔ میمن سنگھ اور ہزارہ میں بھی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں موجود ہیں۔ یوں تو ان سب پہاڑی علاقوں میں جنگل موجود ہیں۔ لیکن مشرقی پاکستان کے جنگلات کی اصلی دولت جنوب میں خلیج بنگال کے کنارے پر واقع ہے ان جنگلوں سے کھلنا کا سارا ضلع اور باقرگنج کا کچھ علاقہ گھرا ہوا ہے۔ انہیں سندربن کا جنگل کہا جاتا ہے۔ اس حصے میں ۳۰ لاکھ ایکڑ سے زیادہ رقبے پر جنگل پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ رقبہ صوبے کے کل رقبے کا ۲۰ء۷ فیصد ہے

جنگلات کی سب سے اہم پیداوار عمارتی لکڑی اور ایندھن ہے جو سالانہ ایک کروڑ چالیس لاکھ مکعب فٹ کے لگ بھگ ہے۔ ان جنگلوں میں دوسری چیزیں مثلاً بانس، بید، شہد، موم، لاکھ اور گوند بھی پیدا ہوتی ہے۔ موم کی سالانہ پیداوار اسی ہزار پونڈ ہے۔ چاٹگام کے پہاڑی علاقوں میں جو بانس ہوتا ہے اس کا بڑا حصہ کرنافلی کے کاغذ سازی کے کارخانے میں کاغذ بنانے کے کام آتا ہے۔ سندربن کے جنگلوں میں شیر۔ ہاتھی۔ چیتے۔ ہرن اور دوسرے جانور کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

پہاڑوں اور جنگلوں کی طرح مشرقی پاکستان کے دریا بھی قومی دولت کا بہت بڑا خزانہ ہیں۔ ان دریاؤں میں پدما۔ برہم پترا میگھنا۔ دھوپتی اور کرنافلی کے علاوہ سینکڑوں چھوٹے چھوٹے معاون دریا مثلاً بوڑھی گنگا۔ گورائی۔ اچھامتی۔ تیستا۔ گومتی۔ سرما۔ فینی اور مہانندی وغیرہ شامل ہیں۔ ان دریاؤں سے ہر سال دس لاکھ ٹن سے زیادہ مچھلی پکڑی جاتی ہے۔ سمندر سے جو ستر ہزار ٹن مچھلی پکڑی جاتی ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ تقریباً بیس ہزار ٹن مچھلی ہر سال ہندوستان کو برآمد کی جاتی ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے ——— ملتان ڈویژن

109

ٹنڈر نوٹس

مندرجہ ذیل اسٹیشنوں پر ورکس ہینڈ بک (۱۹۲۸ء) میں درج شدہ نمونہ (برک مینوفیکچر) کے پیرا نمبر ۷ میں وضاحت کردہ ریلوے معیاری نمونے کے مطابق درجہ دوم کی اینٹوں کی فراہمی کے لئے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان کو ۱۴ فروری ۶۱ء کے بارہ بجے دوپہر تک شیڈول ریٹ کے سربمہر ٹنڈر مطلوب ہیں۔ یہ ٹنڈرز اسی روز سوا بارہ بجے دوپہر برسرعام کھولے جائیں گے۔

سپلائی کے اسٹیشن کا نام	سب ڈویژن	اینٹوں کی تخمینہ	زرضمانت
۱ - ملتان	بھکر	(دس لاکھ) ۱۰۰۰۰۰۰	۸۰۰/- روپے
۲ - ملتان	ملتان	(پانچ لاکھ) ۵۰۰۰۰۰	۴۰۰/- روپے

ٹنڈرز لازمی طور پر مقررہ فارموں پر داخل کئے جائیں جو درج بالا تاریخ کے گیارہ بجے دن تک ایک روپیہ فی فارم کے حساب سے اس دفتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ان فارموں کی قیمت واپس نہ کی جائیگی۔

صرف منظور شدہ ٹھیکیدار ہی ٹنڈر داخل کریں۔ جن ٹھیکیداروں کے نام اس ڈویژن کی منظور شدہ فہرست میں درج نہ ہوں اور وہ مندرجہ بالا کاموں کے لئے ٹنڈر داخل کرنا چاہتے ہوں۔ انہیں اپنے ناموں کے اندراج کے لئے ۲ فروری ۶۱ء سے پہلے درخواست دے دینی چاہیئے۔ وہ اپنی درخواستوں کے ساتھ سابقہ تجربے اور موجودہ مالی حالت کے متعلق سندات میں کسی گزیٹڈ آفسر سے تصدیق شدہ نقول بھی منسلک کریں۔

تفصیلی شرائط اور دیگر کوائف درخواست پیش کرکے زیر دستخطی کے دفتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(برائے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان)

ربوہ میں ایک نہایت باموقع قابل فروخت کوٹھی

محلہ دارالبرکات ربوہ میں تعلیم الاسلام کالج اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بالکل قریب ایک نہایت باموقع اور عمدہ کوٹھی قابل فروخت ہے۔ یہ کوٹھی ایک کنال ساڑھے تین مرلہ زمین پر مشتمل ہے۔ چار بڑے کمرے ان کے درمیان ایک بڑا ہال کمرہ اور اس کے پیچھے ایک کھلا کمرہ ہے جو ڈائننگ ہال کا کام دے سکتا ہے۔ ایک باورچی خانہ دو سٹور روم ایک غسلخانہ اور دو بیوت الخلاء ہیں ہینڈ پمپ بھی موجود ہے۔ کوٹھی میں میٹریل نہایت اعلیٰ لگا ہوا ہے۔ ویسے بھی بہت باموقع اور موزوں مقام پر واقع ہے۔ ضرورت مند اصحاب مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

حکیم سراج الدین صاحب۔ محلہ پیڑے رنگاں
اندرون بھاٹی دروازہ لاہور

اعلان نکاح

محترم راجہ عبدالرشید احمد صاحب ولد محترم راجہ کرم الٰہی صاحب کا نکاح مسماۃ انیسہ اختر صاحبہ بنت محترم شیخ محمد صاحب کے ہمراہ بعوض ۲۵۰۰ روپے حق مہر پر مکرم مولوی عبدالمالک صاحب نے مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۶۰ء بروز جمعۃ المبارک کراچی میں پڑھا۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے

مری مظفرآباد اور کئی دوسرے پہاڑی علاقوں میں شدید برف باری

پاراچنار میں درجہ حرارت ۲۸ درجے تک گر گیا متعدد پہاڑی علاقوں میں ٹریفک معطل

راولپنڈی ۳۰ جنوری۔ مری۔ مظفرآباد اور کئی دوسرے پہاڑی علاقوں میں شدید برف باری اور بارشوں کی وجہ سے ٹریفک معطل ہوگیا ہے۔ صوبہ کے مختلف شہروں میں بارش ہونے کی اطلاعات بھی ملی ہیں۔ مری میں یہ موسم کی دوسری بڑی برف باری ہوئی ہے۔

مری میں اتوار کی صبح تک اٹھارہ گھنٹوں میں تین فٹ برف پڑی۔ تیسرے پہر برف باری کا سلسلہ پھر شروع ہوا جو رات گئے تک جاری تھا۔ راولپنڈی اور مری میں بارش بھی ہوئی ہے۔ یہ موسم کی دوسری سب سے زیادہ بارش اور برف باری ہے۔ راولپنڈی میں تین انچ بارش ہوئی عارضی دارالحکومت میں سردی بڑھ گئی ہے اور زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت گر کر ۵۶ درجے پر آگیا ہے۔ مری میں آج دن کے وقت درجہ حرارت ۳۵ تھا۔

پشاور، حسن ابدال، نوشہرہ، پاراچنار اور چترال میں بھی بارش اور سردی بڑھنے کی اطلاعات ملی ہیں۔ پاراچنار میں درجہ حرارت ۲۸ درجے تک گر گیا۔ درہ خیبر کی پہاڑیوں کی چوٹیاں بھی برف سے ڈھک گئیں۔ گلگت۔ چترال۔ مظفرآباد۔ لداخ سری نگر اور کئی دوسرے پہاڑی مقامات میں برف باری اور بارش ہونے کی اطلاعات ملی ہیں۔ برف باری کے باعث مری سے سری نگر اور لداخ تک ہوائی جہازوں کی آمد و رفت معطل ہو گئی ہے۔ راولپنڈی اور گلگت کے درمیان ہوائی جہازوں کی آمد و رفت بھی معطل ہو گئی۔

وادی کشمیر۔ جموں اور پاکستان کے شمال مغربی علاقوں میں دور دور تک بارش ہونے کی اطلاعات بھی ملی ہیں۔

جہلم میں آج دو انچ بارش ہوئی۔ لاہور میں ۱.۷ انچ بارش ہوئی۔ منٹگمری اور سیالکوٹ میں ڈیڑھ ڈیڑھ انچ بارش ہوئی۔ سرگودھا۔ ہری پور اور کئی دوسرے مقامات سے بھی بارش کی اطلاعات ملی ہیں۔

بھوٹان اور چین میں سرحدی بات چیت

نئی دہلی ۳۰ جنوری۔ اطلاع ملی ہے کہ بھوٹان سرحدی مسائل پر کمیونسٹ چین سے براہ راست بات چیت کرنے کے سوال پر غور کر رہا ہے۔ شاہ بھوٹان اگلے مہینے اس سلسلہ میں پنڈت نہرو سے گفت و شنید کریں گے۔

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۶۱ء کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ نومولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

(چوہدری) احمد دین سکنہ گراں ضلع گجرات

نوٹ:- مکرم چوہدری احمد الدین صاحب نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(مینیجر)

درخواست دعا

مولوی غلام مصطفےٰ صاحب ٹھیکیدار بھٹہ گوجرانوالہ عرصہ قریباً دو سال سے مسلسل بیمار چلے آرہے ہیں ڈیڑھ ماہ سے میو ہسپتال میں داخل ہیں۔ اگرچہ پچھلے دنوں نسبتاً آرام آگیا تھا لیکن گذشتہ چند دنوں سے تکلیف پھر زیادہ ہوگئی ہے اب بیماری نے تشویش کی صورت اختیار کر لی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دردمندانہ دعا کریں کہ وہ شافیٔ مطلق اپنے فضل سے جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

اہلیہ مولوی غلام مصطفےٰ صاحب ٹھیکہ دار بھٹہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

(۲) میری اہلیہ صاحبہ سانگلہ ہل موضع کوٹلی میں صاحب فراش ہیں۔ ڈاکٹروں نے دل کے قریب کے حصے میں ورم بتایا ہے احباب سے درخواست ہے کہ ان کی کامل شفایابی اور صحت کے لئے دعا فرمادیں

محمد بخش بی اے بی ایڈ
تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

لیڈر (بقیہ ص ۲)

فکر اور جامع دلآویز صداقتوں کے لحاظ سے تعصب اور تنگ نظری سے بالا اور حریت اور ترقی پسندی پر مبنی ہوتے ہوئے سراسر قابلِ عمل ہے اور موجودہ دنیا کی سیاسی اقتصادی اور معاشرتی مشکلات کا اصل اور حقیقی حل اپنے اندر رکھتی ہے اس کیلئے فکر و نظر کی فرسودگی کو خیرباد کہہ کر ہدایت کے اصل سرچشمے اور اس کے حکیمانہ و فراخدلانہ اصولوں اور ان کی اصل روح کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ اور غلبۂ اسلام کی خدائی تقدیر کے ساتھ تصادم سے دامن بچاتے اور اس سے ہم آہنگی اختیار کرتے ہوئے آگے قدم بڑھانا ناگزیر ہے۔ اگر عالم اسلام میں موجودہ دور کے اس اہم تقاضے کا صحیح احساس پیدا ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ عصر حاضر کے اس چیلنج کا بآسانی جواب دیا جاسکتا ہے بلکہ دنیا میں اسلام کے غلبہ کے دن بھی قریب سے قریب تر آسکتے ہیں۔

ایک احمدی طالب علم کا اعزاز

مورخہ ۲۱ دسمبر ۶۰ء کو پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر محترم ملک امیر محمد خاں صاحب نے ملک برکت اللہ صاحب کو ایف اے ایل کے امتحان میں اول رہنے کی وجہ سے جیشی رام گولڈ میڈل عطا کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ملک برکت اللہ صاحب کو یہ اعزاز مبارک کرے اور اسے مزید ترقیات کا پیش خیمہ بنائے آمین۔

درخواست دعا

خاکسار کے والد محترم خان میر خان صاحب چند ایام سے عارضہ بخار بیمار چلے آرہے تھے اب بیماری میں تو قدرے افاقہ ہے لیکن کمزوری ابھی کافی ہے۔ احباب جماعت سے والد بزرگوار کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی دردمندانہ درخواست ہے۔

(حمید اللہ خان ابن خان میر خان صاحب غلہ منڈی ربوہ)

اعلان تعطیل

مردم شماری کی وجہ سے کل مورخہ ۳۱ جنوری کو پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین و ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں

(مینیجر)